باب 7

سیاسی جدوجہد (1892ء تا 1929ء)

سوال: منٹو مارلے اصلاحات کے اہم نکات بیان کریں۔ (2013ء)

جواب: **منٹو مارلے اصلاحات کے اہم نکات**

(i) انتظامی کونسلوں میں توسیع:

1909ء کے ایکٹ کے مطابق مقامی باشندوں کو وائسرائے ہند کی کونسل اور صوبائی گورنروں کی کونسلوں میں شامل کیا گیا۔ اس مقصد کے لیے بنگال، مدراس اور بمبئی کی انتظامی کونسلوں کے اراکین کی تعداد دو سے بڑھا کر چار کر دی گئی۔ ایس پی سنہا پہلا ہندوستانی تھا جسے گورنر جنرل کی کونسل کا رکن نامزد کیا گیا۔

(ii) مجالس قانون ساز کی وسعت:

اس ایکٹ میں گورنر جنرل کی مجلس قانون ساز اور صوبائی اسمبلیوں کے اراکین کی تعداد میں اضافہ کیا گیا۔ وائسرائے ہند کی مجلس قانون ساز کے ارکان کی تعداد بڑھا کر 60 کر دی گئی جن میں 22 غیر منتخب غیر مسلم، 5 منتخب مسلم، 28 نامزد سرکاری ملازم اور 5 نامزد غیر سرکاری ملازم شامل تھے۔ اسی طرح صوبہ بمبئی کی مجلس کے لیے تعداد 49، مدراس اسمبلی کے لیے 49، بنگال کے لیے 54، بہار کے لیے 45، یوپی کے لیے 50، برما کے لیے 18 اور آسام کے لیے بڑھا کر 26 کر دی گئی۔

(iii) جداگانہ انتخاب کا طریقہ:

1909ء کے ایکٹ کے تحت مسلمانوں کو جداگانہ انتخاب کے ذریعے اپنے نمائندے منتخب کرنے کا حق دے دیا گیا۔ اس طرح شملہ وفد کا ایک اہم مطالبہ تسلیم کیا گیا۔

(iv) اداروں کو نمائندگی کا حق:

اس ایکٹ کی رو سے عوام کی بجائے اداروں مثلاً یونیورسٹیوں اور ایوان ہائے تجارت کو نمائندے منتخب کرنے کا حق دیا گیا۔

منٹو مارلے اصلاحات کا تنقیدی جائزہ

منٹو مارلے اصلاحات میں ہندوستانیوں کو بے شمار آئینی مراعات دی گئیں۔ تاہم اس میں مندرجہ ذیل خامیاں تھیں:

(1) اگرچہ منٹو مارلے اصلاحات کو یہ اعزاز حاصل تھا کہ اس کے ذریعے پہلی بار برصغیر میں انتخابات کا حق دیا گیا مگر حلقۂ انتخاب بہت محدود تھا۔ بعض حلقوں میں حلقۂ انتخاب دس ووٹروں پر مشتمل تھا۔

(2) قانون ساز اسمبلیوں کی حیثیت محض مشاورتی تھی کیونکہ ان کی منظور کردہ اکثر قراردادیں مسترد کر دی جاتی تھیں۔ مثلاً پہلے آٹھ سالوں میں 168 میں سے 78 قراردادیں نامنظور کر دی گئیں۔

(3) اس قانون کے تحت بالواسطہ طریقہ انتخاب رائج کیا گیا۔ ایک مخصوص حلقۂ انتخاب ہی اسمبلیوں کے اراکین کو منتخب کرتا تھا۔ اس طرح یہ اراکین عوام کے سامنے جوابدہ نہیں تھے۔

(4) اگرچہ مسلمانوں کو جداگانہ انتخاب کا حق دے دیا گیا، تاہم آبادی کے تناسب سے ان کو بہت کم نشستیں دی گئیں۔ مثلاً پنجاب میں 54.8 فیصد آبادی کے لیے 20 فیصد، بمبئی میں 20.4 فیصد آبادی کے لیے 9.5 فیصد، یوپی میں 14 فیصد آبادی کے لیے 8 فیصد اور

بنگال میں 52.6 فیصد آبادی کے لیے صرف 10.4 فیصد نشستیں دی گئیں۔

(5) حلقہ انتخاب عوام کی بجائے ایوان ہائے تجارت، ڈسٹرکٹ بورڈز، زمینداروں اور یونیورسٹی سینٹ پر مشتمل تھا۔

گیرٹ اور تھامس نے 1909ء کے ایکٹ پر تنقید کرتے ہوئے لکھا:

''ایکٹ نے انتظامی شعبہ میں کوئی عملی تبدیلی نہ کی۔ اگرچہ اسمبلیوں میں تنقید کرنے کے حق میں اضافہ کر دیا گیا۔''

اے بی کیتھ نے اس قانون کا جائزہ ان الفاظ میں لیا ہے:

''1909ء کی اصلاحات اپنے مقصد میں ناکام ہو گئیں۔ اگرچہ یہ خود مختار حکومت کا پروپیگنڈہ تھا اور یہ انتہا پسندوں کے مطالبات کو پورا کرنے کی استعداد نہیں رکھتی تھیں۔''

سوال: میثاق لکھنؤ کے اہم پہلوؤں پر تبصرہ کیجیے۔ (2001ء)

سوال: میثاق لکھنؤ کانگرس اور مسلم لیگ کے درمیان ایک سمجھوتہ تھا' بحث کیجئے۔ (2006ء)

سوال: میثاق لکھنؤ 1916ء کی پانچ دفعات بیان کیجئے۔ (2007ء)

سوال: میثاق لکھنؤ 1916ء کی اہم شقوں پر نوٹ لکھئے۔ (2008ء)

سوال: میثاق لکھنؤ کے نکات تحریر کیجئے۔ (2009ء)

سوال: میثاق لکھنؤ کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟ (2010ء، فیصل آباد بورڈ 2017ء)

سوال: میثاق لکھنؤ کا پس منظر/ وجوہات بیان کریں۔

سوال: میثاق لکھنؤ پر مفصل نوٹ لکھیں۔ (بہاولپور بورڈ 2017ء، ملتان بورڈ 2017ء)

جواب: **میثاق لکھنؤ 1916ء**

1905 سے لے کر 1910ء تک برصغیر کے ہندوؤں نے تقسیم بنگال کے خلاف زبردست مظاہرے کئے اور اس کو ختم کرانے کے لیے مختلف حربوں کا استعمال کیا۔ بالآخر 1911ء میں حکومت برطانیہ نے تنسیخ تقسیم بنگال کا اعلان کر دیا۔ اس اعلان سے مسلمانوں کے جذبات مجروح ہوئے اور ان کا اعتماد برطانوی حکومت سے اٹھ گیا۔ علاوہ ازیں مسلمانوں کو ہندوؤں کی مسلم دشمنی کے بارے میں کوئی شکوک وشبہات باقی نہ رہے۔ اس طرح 1911ء کے بعد دونوں قوموں کے راستے الگ ہو گئے۔ تاہم اس دور میں محمد علی جناح ایک واحد مسلم سیاستدان تھے جن کا خیال تھا کہ ہندو اور مسلم دونوں قومیں مشترکہ جدوجہد سے برطانوی سامراج کو شکست دے سکتی ہیں۔ چنانچہ انہوں نے 1913ء میں مسلم لیگ میں شمولیت اختیار کر کے ہندو مسلم اتحاد کی کوششیں جاری رکھیں اور 1916ء میں معاہدہ لکھنؤ پر دستخط کروانے میں کامیاب ہو گئے۔

میثاق لکھنؤ کا پس منظر

مسلم لیگ کی نئی حکمت عملی:

1911ء میں تنسیخ بنگال کے بعد ہندو مسلم مفاہمت کی کوششوں میں تیزی آ گئی۔ آل انڈیا مسلم لیگ نے اپنی حکمت عملی میں تبدیلی کر لی۔ اس کو تنسیخ بنگال سے یہ سبق ملا کہ حکمران صرف ایجی ٹیشن کی زبان سمجھتے ہیں اور وفاداری صرف کمزوری کا دوسرا نام ہے۔ چنانچہ مسلم رہنماؤں نے فیصلہ کر لیا کہ وہ ہندوؤں کو ساتھ ملا کر برطانوی سامراج کا مقابلہ کریں گے۔

بلقان کی جنگیں:

حکومت برطانیہ سلطنت عثمانیہ کو کمزور کرنا چاہتی تھی۔ اس سلسلے میں اس نے ترکی کے دشمنوں کی حمایت کی۔ چنانچہ 1911ء میں اٹلی نے حملہ کر کے طرابلس پر قبضہ کر لیا اور چار بلقان طاقتوں نے ترکی کے خلاف علم بغاوت بلند کر دیا۔ برصغیر کے مسلمانوں کو برطانیہ کی ترک دشمنی پر بہت افسوس ہوا۔ علاوہ ازیں برطانیہ روس کے ساتھ مل کر ایران کے خلاف ریشہ دوانیوں میں مصروف تھا۔

www.downloadclassnotes.com

سانحہ مسجد کانپور:

1913ء میں حکومت نے کانپور کی ایک سڑک کو سیدھا کرنے کے لیے مچھلی بازار میں واقع مسجد کے وضو خانہ کو شہید کر دیا۔ اس اقدام کے خلاف مظاہرہ کرنے والے جلوس پر گولیاں برسائی گئیں جس سے 33 افراد شہید ہوئے۔ اس واقعہ سے مسلمان انگریزوں کے خلاف ہو گئے۔ اس طرح ہندو مسلم اتحاد کی ضرورت محسوس کی گئی۔

مسلم یونیورسٹی کے قیام میں تاخیر:

علی گڑھ کالج 1877ء سے تعلیمی خدمات سرانجام دے رہا تھا۔ مسلمانوں نے بارہا اس کو ایک الحاقی یونیورسٹی کا درجہ دینے کا مطالبہ کیا مگر برطانوی حکومت نے مختلف حیلوں اور بہانوں سے مسلم یونیورسٹی کے قیام سے گریز کیا۔ حتیٰ کہ حکومت نے مسلمانوں سے 50 لاکھ روپیہ جمع کروانے کے لیے کہا مگر یہ شرط پوری ہو جانے پر بھی علی گڑھ کالج کو یونیورسٹی کا درجہ نہ دیا گیا۔ حکومت کے اس رویہ نے مسلمانوں کو بدظن کر دیا۔

محمد علی جناحؒ کا مفاہمتی کردار:

محمد علی جناحؒ ہندو مسلم اتحاد کے خواہاں تھے۔ انہوں نے اس مقصد کو حاصل کرنے کے لیے 1915ء میں مسلم لیگ کا سالانہ اجلاس بمبئی میں منعقد کروایا۔ انڈین نیشنل کانگرس نے بھی 1915ء میں اپنا سالانہ اجلاس بمبئی میں منعقد کیا۔ اس طرح دونوں جماعتوں کے رہنماؤں کو باہمی مشاورت کا شاندار موقع مل گیا۔ اس موقع پر یہ فیصلہ کیا گیا کہ اگلے برس 1916ء میں دونوں جماعتیں اپنے سالانہ اجلاسوں کا انعقاد لکھنؤ میں کریں گی۔

سوال: میثاق لکھنؤ کے اہم نکات بیان کریں۔ (ساہیوال بورڈ 2017ء)

جواب:

میثاق لکھنؤ کے اہم نکات

نومبر 1916ء میں مسلم لیگ اور کانگرس کی کمیٹیوں کا اجلاس کلکتہ میں منعقد کیا گیا جس میں دونوں جماعتوں کے لیے قابل قبول ایک دستاویز تیار کی گئی۔ بعد از اں دسمبر 1916ء میں کانگرس اور لیگ نے لکھنؤ میں مشترکہ اجلاس میں اس معاہدہ کی منظوری دی جس کو کانگرس لیگ سکیم بھی کہا جاتا ہے۔

(i) حکومت ہند کا سربراہ...... گورنر جنرل:

معاہدہ کے تحت اس بات پر اتفاق کیا گیا کہ گورنر جنرل ہندوستان کی انتظامیہ کا سربراہ ہوگا اور اس کی انتظامی کونسل کم از کم نصف منتخب ارکان پر مشتمل ہوگی۔

(ii) سیکرٹری آف سٹیٹ:

سیکرٹری آف سٹیٹ کی جگہ دو انڈر سیکرٹری آف سٹیٹ مقرر کیے جائیں گے ان میں سے ایک ہندوستانی ہوگا۔ ان کی تنخواہ برطانوی خزانے سے ادا کی جائے گی۔

(iii) جداگانہ انتخاب:

مسلمانوں کو جداگانہ انتخاب کا حق دے دیا گیا اور یہ تسلیم کر لیا گیا کہ مسلم لیگ ہی مسلمانوں کی ترجمان جماعت ہے۔

(iv) مرکزی قانون ساز اسمبلی:

طے کیا گیا کہ مرکزی قانون ساز اسمبلی 150 ارکان پر مشتمل ہو گی جن میں سے 4/5 منتخب کیے جائیں گے۔ علاوہ ازیں مرکزی کونسل کے ایک تہائی ارکان مسلمان ہوں گے۔ انتظامیہ کونسل کی قراردادوں کی پابند ہوگی۔

(v) صوبائی کونسلیں:

صوبائی کونسلیں بڑے صوبوں میں 25 ارکان پر اور چھوٹے صوبوں میں 50 سے لے کر 75 تک ارکان پر مشتمل ہوں گی۔ جداگانہ انتخاب کی بنیاد پر مسلمانوں کو پنجاب میں 50 فیصد، بنگال میں 40 فیصد، بمبئی میں 33 فیصد، یو پی میں 30 فیصد، سی پی میں 15 فیصد اور مدراس میں

15 فیصد نمائندگی دی جائے گی۔ ہر صوبائی کونسل 5 سال کے لیے منتخب کی جائے گی۔

سوال: 1919ء کے ایکٹ پر نوٹ لکھیے۔ (2005ء)

جواب: گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ 1919ء

حکومت برطانیہ نے پہلی جنگ عظیم میں ہندوستانیوں کی قربانیوں، بدلتی ہوئی بین الاقوامی صورتِ حال اور 1909ء کے ایکٹ کی مراعات کو مزید بہتر بنانے کے لیے آئینی اصلاحات کرنے کا پروگرام بنایا۔ اس سلسلے میں سیکرٹری امور ہند مانٹیگو نے اگست 1917ء میں اعلان کیا کہ حکومت انتظامی معاملات میں ہندوستانیوں کو بتدریج شامل کرنے اور برصغیر میں جوابدہ حکومت قائم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔

گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ کے اہم نکات

(i) سیکرٹری آف سٹیٹ برائے ہند:

قانون حکومت ہند 1919ء کے تحت سیکرٹری آف سٹیٹ کو حکومت برطانیہ کا نمائندہ قرار دیا گیا۔ اس کی تنخواہ برطانوی خزانے سے ادا کی جانے لگی۔ برطانیہ میں مفادات کی ترجمانی کرنے کے لیے لندن میں ایک انڈین ہائی کمشنر کا تقرر کیا گیا۔

(ii) دو ایوانی مرکزی مجلس قانون ساز:

اس ایکٹ کے تحت ملک میں دو ایوانوں پر مشتمل ایک مرکزی مجلس قانون ساز تشکیل دی گئی۔ ان میں سے ایوان بالا (کونسل آف سٹیٹ) 60 ارکان پر مشتمل تھا۔ ایوان زیریں (مجلس قانون ساز) 145 ارکان پر مشتمل تھا۔

(iii) گورنر جنرل:

1919ء کے قانون کی رو سے گورنر جنرل ملک کی انتظامیہ کا سربراہ اعلیٰ تھا۔ وہ وزیر امور ہند کے تحت کام کرتا تھا۔ اس کے بے شمار اختیارات تھے۔ مثلاً وہ صوبائی گورنروں کا تقرر کرتا تھا۔ مرکزی مجلس قانون ساز کا اجلاس بلا سکتا تھا اور اسے ملتوی کرنے کا اختیار رکھتا تھا۔ تمام قوانین کی منظوری کے لیے گورنر جنرل کے دستخط ضروری تھے۔

(iv) شعبہ جات:

1919ء کے قانون کے تحت صوبوں میں دو عملی کا نظام رائج کیا گیا۔ اس کے تحت تمام شعبوں کو دو فہرستوں میں تقسیم کر دیا گیا۔ مثلاً مرکزی شعبہ جات میں دفاع، خارجہ پالیسی، ڈاک و تار، کرنسی، ریلوے، تجارت اور قوانین شامل تھے۔ اسی طرح صوبائی شعبہ جات میں تعلیم، صحت، مقامی گورنمنٹ، صفائی، جنگلات، آب پاشی، قیامِ امن اور زراعت تھے۔

(v) دو عملی کا نظام:

دو عملی کا نظام صوبوں میں رائج کیا گیا۔ اس کے تحت صوبائی شعبوں کو دو حصوں یعنی محفوظ شعبہ جات اور منتقل شعبہ جات میں تقسیم کیا گیا۔ ان میں سے اول الذکر براہ راست گورنر کے کنٹرول میں تھے جب کہ منتقل شعبہ جات صوبائی وزراء کے ہاتھوں میں تھے۔ صوبائی وزراء گورنر کے رحم و کرم پر ہوتے تھے کیونکہ ان کی تقرری وہی کرتا تھا۔ اس طرح وزیر نہ صرف گورنر بلکہ عوام کو بھی جوابدہ ہوتے تھے۔ یہ نظام ناکام ہو گیا کیونکہ اس میں نہ صرف وزراء اور کونسل کے ارکان میں اتحاد کا فقدان تھا، بلکہ وزراء کی مشکل صورت حال تھی۔ وہ گورنر اور عوام دونوں کو جوابدہ تھے۔ وزراء کو اعلیٰ عہدیداروں پر کوئی کنٹرول نہ تھا۔

سوال: تحریک خلافت کے اغراض و مقاصد بیان کیجیے۔ اس کی ناکامی کے کیا اسباب تھے؟ (1999ء)

- تحریک خلافت کے واقعات قلمبند کیجیے۔ اس کے کیا نتائج نکلے؟ (2001ء)
- تحریک خلافت کو مسلمانوں کی سیاسی جدوجہد میں کیا اہمیت حاصل ہے؟ واضح کیجیے۔ (2002ء)
- تحریک خلافت اور اس کی ناکامی پر نوٹ لکھیے۔ (2005ء، 2008ء)
- تحریک خلافت پر مضمون لکھیے۔ (2007ء، 2011ء، گوجرانوالہ بورڈ 2017ء)

جواب:

تحریکِ خلافت

برصغیر کے مسلمانوں نے پہلی جنگِ عظیم کے اختتام پر سلطنت عثمانیہ کی بحالی اور خلافت کے ادارے کو بچانے کے لیے برطانیہ کے خلاف جو تحریک چلائی، وہ تحریک خلافت کہلاتی ہے۔ یہ تحریک 1919ء سے 1923ء تک جاری رہی۔ کانگرس نے بھی تحریک عدم تعاون شروع کر کے مسلمانوں کی تحریک کو تقویت پہنچائی۔ تاہم 1923ء میں معاہدہ سیورز پر دستخط ہو جانے کے بعد یہ تحریک خود بخود ختم ہو گئی۔

تحریک خلافت کے مقاصد:

تحریک خلافت کے مقاصد مندرجہ ذیل تھے:

(1) خلافت عثمانیہ کا تحفظ کرنا (2) سلطنت عثمانیہ کی سالمیت قائم کرنا۔

(3) مقامات مقدسہ کو ترکی کی تحویل میں رکھنا۔

تحریک خلافت کے واقعات:

1919ء میں معاہدہ ورسیلز کی رو سے سلطنت عثمانیہ کے کئی علاقوں کو آزادی دے کر الگ ممالک کا درجہ دے دیا گیا۔ اس طرح شام، عراق، اُردن اور سعودی عرب کی ریاستیں وجود میں آئیں۔ برصغیر کے مسلمانوں نے عثمانیہ سلطنت اور خلافت کو بحال رکھنے کے لیے حکومتِ برطانیہ کے خلاف تحریکِ خلافت چلائی۔ اس سلسلے میں پہلے 20 مارچ 1909ء کو بمبئی میں ایک خلافت کمیٹی تشکیل دی گئی جسے 5 جولائی 1919ء کو آل انڈیا خلافت کمیٹی کا درجہ دے دیا گیا۔ مولانا شوکت علی کو اس کمیٹی کا سیکرٹری منتخب کیا گیا۔

خلافتِ کانفرنس کا پہلا اجلاس:

24 نومبر 1919ء کو خلافت کانفرنس کا پہلا اجلاس منعقد کیا گیا جس کی صدارت مولوی فضل الحق نے کی۔ اس میں کئی نامور ہندو رہنما مثلاً مہاتما گاندھی اور موتی لعل نہرو بھی شریک ہوئے۔ کانفرنس میں چار قراردادیں منظور کی گئیں:

(i) ترکی کے مقامات مقدسہ پر انگریزی قبضہ ہو جانے کی وجہ سے ہندوستان کے مسلمان فتح کا جشن نہیں منائیں گے۔

(ii) برطانوی مال کا بائیکاٹ کیا جائے گا۔

(iii) ترک موالات کیا جائے گا۔

(iv) ایک وفد برطانیہ جا کر حکومت برطانیہ کو ہندوستانیوں کے مؤقف سے آگاہ کرے گا۔

خلافت کانفرنس کے پہلے اجلاس کے بعد اس کا دوسرا اجلاس دسمبر 1919ء میں امرتسر میں اور تیسرا اجلاس فروری 1920ء کو بمبئی میں منعقد کیا گیا۔

مسلمانوں کے وفد کی لارڈ چیمسفورڈ سے ملاقات:

ڈاکٹر انصاری کی قیادت میں مسلمانوں کے ایک وفد نے وائسرائے ہند لارڈ چیمسفورڈ سے ملاقات کی اور اسے اپنے مؤقف سے آگاہ کیا۔

وفدِ خلافت کا دورہ انگلستان:

حکومتِ برطانیہ کو برصغیر کے مسلمانوں کے جذبات سے آگاہ کرنے کے لیے ایک وفد خلافت تشکیل دیا گیا۔ یہ وفد مولانا محمد علی جوہر، سید حسین، حسن محمد حیات، سید سلیمان ندوی، شیخ مشیر حسین قدوائی، مولوی ابوالقاسم، عبدالرحمٰن صدیقی اور محمد شعیب قریشی پر مشتمل تھا۔ مولانا محمد علی جوہر اس وفد کے قائد تھے۔ وفدِ خلافت نے مارچ 1920ء میں انگلستان کا دورہ کیا اور اراکین پارلیمنٹ کے علاوہ برطانوی وزیراعظم لائیڈ جارج سے بھی ملاقات کی۔ برطانوی وزیراعظم نے وفد کے مطالبات ماننے سے انکار کر دیا۔ چنانچہ وفد انگلستان سے ناکام واپس لوٹ آیا۔

تحریک ترک موالات:

برصغیر کے مسلمانوں نے برطانوی حکومت پر دباؤ ڈالنے کے لیے تحریک ترک موالات چلائی اور مندرجہ ذیل اقدامات کے ذریعے اپنے غم و غصے کا اظہار کیا:

(i) حکومت برطانیہ کے تمام خطابات اور تحفے واپس کر دیئے گئے۔
(ii) وکلاء نے ملک بھر میں تمام عدالتوں کا بائیکاٹ کیا۔
(iii) سرکاری سکولوں اور کالجوں کا بائیکاٹ کیا گیا۔
(iv) 1919ء کے قانون کے تحت منعقدہ انتخابات کا بائیکاٹ کیا گیا۔

تحریک سول نافرمانی:

نومبر 1921ء کو خلافت کمیٹی نے مسلمانوں کو تحریک سول نافرمانی شروع کرنے کی ہدایت کی۔ بعدازاں 1922ء میں کانگرس نے ایسی ہی ایک تحریک حکومت کے خلاف چلائی جس سے پورا ہندوستان مظاہروں، جلوسوں، ہڑتالوں اور جلسوں کی لپیٹ میں آ گیا۔

تحریک ہجرت:

تحریکِ خلافت کے دوران مولانا ابوالکلام آزاد، مولانا عبدالباری فرنگی محل اور دیگر علما کے کہنے پر مسلمانوں نے اپنی جائیدادیں فروخت کر کے افغانستان کو ہجرت کی۔ مگر یہ تمام افراد افغانستان میں بدحالی کا شکار ہو کر وطن واپس لوٹنے پر مجبور ہو گئے۔ اس طرح یہ تحریک بری طرح ناکام ہوئی۔

تحریک خلافت کا انجام:

تحریکِ خلافت اور کانگرس کی تحریک عدم تعاون کامیابی سے جاری تھیں کہ اچانک مارچ 1922ء میں چوری چورا کے تھانے پر ہجوم کے حملہ سے سپاہیوں کی ہلاکتوں پر مہاتما گاندھی نے تحریک عدم تعاون کو ختم کرنے کا اعلان کر دیا۔ اس اعلان سے تحریکِ خلافت کو سخت دھچکا لگا۔ اس دوران ترکوں نے کمال اتاترک کی قیادت میں کئی فوجی کامیابیاں حاصل کیں اور یونانیوں سے سمرنا واپس لے لیا۔ 1922ء میں لائیڈ جارج کی حکومت ختم ہوگئی اور برطانیہ نے معاہدہ لاسین (1923ء) کے تحت ترکوں کو کئی مراعات دے دیں۔ بعدازاں ترکی کی حکومت نے خود ہی خلافت کو ختم کر دیا۔ اس طرح برصغیر میں تحریکِ خلافت بھی اختتام پذیر ہوگئی۔

تحریک خلافت کے اثرات:

(i) تحریکِ خلافت نے برصغیر کے مسلمانوں میں سیاسی بیداری پیدا کر دی۔
(ii) تحریک کے دوران گاندھی نے تحریک عدم تعاون کو ختم کر کے مسلمانوں کے بارے میں ہندوؤں کے جذبات کو واضح کر دیا۔
(iii) تحریک سے مسلمان قیادت پیدا ہوئی۔
(iv) تحریک سے حکومت برطانیہ کو مسلمانوں کی قوت کا علم ہوا۔

سوال: نہرو رپورٹ کی سفارشات پر بحث کریں۔ مسلمانوں نے اس کی مخالفت کیوں کی؟ (1999ء)

☞ **نہرو رپورٹ کا تنقیدی جائزہ لیجیے۔ یہ رپورٹ کہاں تک مسلم مفادات کے منافی تھی؟** (2001ء)

☞ **نہرو رپورٹ کا تفصیلی جائزہ لیجیے۔** (2011ء)

جواب: **نہرو رپورٹ (1928ء)**

1927ء میں حکومت برطانیہ نے 1919ء کی اصلاحات کا جائزہ لینے کے لیے سائمن کمیشن تشکیل دیا۔ چونکہ یہ کمیشن صرف انگریزوں پر مشتمل تھا، اس لیے شفیع لیگ کے علاوہ تمام جماعتوں نے اس کا بائیکاٹ کیا۔ وزیر امور ہند لارڈ برکن ہیڈ نے ہندوستان کے تمام قائدین کو ایک متفقہ آئین مرتب کرنے کا چیلنج دیا۔ اس کا جواب دینے کے لیے برصغیر کی تمام سیاسی جماعتوں کے رہنماؤں نے 12 فروری 1928ء کو دہلی میں ایک آل پارٹیز کانفرنس میں شرکت کی۔ ان رہنماؤں میں محمد علی جناح، موتی لعل نہرو، مدن موہن مالویہ، محمد علی جوہر، مسز نائیڈو اور تیج بہادر سپرو شامل تھے۔ اس اجلاس میں ایک کمیٹی تشکیل دی گئی جس کے ذمہ ہندوستانی پارلیمنٹ کی ہیئت کے بارے میں رپورٹ دینا تھا۔ کانفرنس کا دوسرا اجلاس 8 مارچ 1928ء کو منعقد کیا گیا۔ اس میں جداگانہ انتخاب اور مخصوص نشستوں پر رپورٹ مرتب کرنے کے لیے دو کمیٹیاں بنائی گئیں۔ کانفرنس کا تیسرا اجلاس مئی 1928ء میں منعقد کیا گیا۔ اس میں ذیلی کمیٹیوں کی کارکردگی پر بحث کی گئی۔ چونکہ یہ کمیٹیاں اختلاف رائے

کا شکار ہو جانے کے باعث کوئی رپورٹ مرتب نہ کر سکیں' اس لیے کانفرنس نے موتی لعل نہرو کی قیادت میں ایک کمیٹی تشکیل دی تا کہ وہ آئینی سفارشات مرتب کرے۔ کمیٹی میں تیج بہادر سپرو' شعیب قریشی' علی امام' منگل سنگھ' سبھاش چندر بھوش' ایم ایس اینے اور جی آر پردھان شامل تھے۔ کمیٹی نے 10 اگست 1928ء کو اپنی سفارشات پیش کر دیں۔

نہرو رپورٹ کے اہم نکات

(i) وفاقی طرز حکومت:

نہرو رپورٹ میں ملک کے لیے وفاقی پارلیمانی طرز حکومت تجویز کیا گیا۔ اس کے لیے پارلیمنٹ دو ایوانوں یعنی سینٹ اور ایوانِ نمائندگان پر مشتمل تھی۔ سینٹ 200 ارکان اور ایوان نمائندگان 500 ارکان پر مشتمل تھا۔

(ii) شاہ برطانیہ کے اختیارات:

شاہ برطانیہ کو صوبوں کے گورنر نامزد کرنے کا اختیار دیا گیا۔

(iii) گورنر جنرل:

گورنر جنرل کو وسیع اختیارات دیئے گئے جن میں وزیر اعلیٰ اور وزراء کی تقرری شامل تھی۔

مرکزی اسمبلی میں مسلمانوں کی نمائندگی:

رپورٹ میں مسلمانوں کو مرکزی اسمبلی میں ایک تہائی نمائندگی دینے سے انکار کر دیا گیا' کیونکہ ان کی قومی آبادی ایک چوتھائی سے بھی کم تھی۔

جداگانہ انتخاب:

رپورٹ میں مخلوط طرز انتخاب تجویز کیا گیا۔ اس طرح مسلمانوں کو جداگانہ انتخاب سے محروم کر دیا گیا۔

صوبوں کی تشکیل نو:

رپورٹ میں لسانی بنیادوں پر صوبوں کی تشکیل نو تجویز کی گئی اور صوبائی خود مختاری کا مطالبہ کیا گیا تھا۔

سندھ کی بمبئی سے علیحدگی:

رپورٹ میں سندھ کو بمبئی سے علیحدہ کرنے کا مسلم مطالبہ تسلیم کر لیا گیا تھا۔

نہرو رپورٹ کا تنقیدی جائزہ:

برصغیر کے مسلمانوں نے نہرو رپورٹ کو مسترد کر دیا کیونکہ یہ سراسر مسلمانوں کے مفادات کے خلاف تھی۔ اس میں نہ صرف مسلمانوں کو مرکزی اسمبلی میں ایک تہائی نشستوں سے محروم کیا گیا' بلکہ ان کو جداگانہ انتخاب کا حق دینے سے بھی انکار کر دیا گیا تھا۔ رپورٹ کے جواب میں محمد علی جناح نے دسمبر 1928ء میں نہرو رپورٹ میں تین ترامیم تجویز کیں۔ ان میں کہا گیا تھا کہ مرکزی اسمبلی میں مسلمانوں کو ایک تہائی نشستیں دی جائیں۔ پنجاب اور بنگال میں مسلمانوں کو دس سال تک متناسب نمائندگی دی جائے اور باقی ماندہ اختیارات مرکز کی بجائے صوبوں کو دیئے جائیں۔ تاہم نہرو کمیٹی نے یہ تجاویز مسترد کر دیں۔ نہرو رپورٹ کے بارے میں مولانا شوکت علی نے کہا ''میں نے کسی شکاری کتے کو خرگوش کے ساتھ ایسا سلوک کرتے نہیں دیکھا جیسا کہ نہرو رپورٹ میں مسلمانوں کے ساتھ کیا گیا ہے۔'' ڈاکٹر کے کے عزیز کے مطابق ''تحریک خلافت کے خاتمہ پر ہندوؤں اور مسلمانوں کا مختصر ہنی مون ختم ہو گیا اور مخالفت اور عناد نے ایک بار پھر سر اٹھایا مگر اس مرتبہ اس کی شدت میں اضافہ ہو گیا اور دونوں قوموں کے درمیان اتحاد کے امکانات یکسر ختم ہو گئے۔ نہرو رپورٹ نے اس کشیدگی پر مہر ثبت کر دی اور ہندوستان میں امن ہمیشہ کے لیے غائب ہو گیا۔''

آل پارٹیز مسلم کانفرنس دہلی

31 دسمبر 1928ء کو دہلی میں آل پارٹیز مسلم کانفرنس کا انعقاد کیا گیا جس کی صدارت سر آغا خان نے کی۔ اس کانفرنس میں سر محمد شفیع' مولانا محمد علی جوہر' سر فضل حسین اور دیگر مسلم رہنماؤں نے شرکت کی۔ کانفرنس میں مندرجہ ذیل مطالبات پیش کیے گئے:

(1) ہندوستان میں وفاقی طرزِ حکومت نافذ کیا جائے۔
(2) مسلمانوں کے لیے جداگانہ انتخاب کا اصول جاری رکھا جائے۔
(3) ہندو اکثریت کے صوبوں میں مسلمانوں کے لیے خصوصی نشستوں کا سلسلہ جاری رکھا جائے۔
(4) مسلمانوں کو سرکاری ملازمتوں میں متناسب حصہ دیا جائے۔
(5) مرکزی اور صوبائی کابینہ میں مسلمانوں کو متناسب نمائندگی دی جائے۔

سوال: قائداعظم کے چودہ نکات کی اہمیت بیان کیجئے۔ (2006ء)

سوال: قائداعظم کے چودہ نکات تحریر کیجئے۔ (2008ء)

سوال: قائداعظم کے چودہ نکات کی وضاحت کرتے ہوئے ان کی اہمیت بیان کیجئے۔ (2011ء)

جواب: **جناح کے چودہ نکات**

مارچ 1929ء میں مسلم لیگ کا ایک مشترکہ اجلاس دہلی میں منعقد کیا گیا جس میں قائداعظمؒ نے نہرو رپورٹ کے جواب میں اپنے مشہور چودہ نکات پیش کیے۔ یہ نکات مندرجہ ذیل تھے۔

(1) ہندوستان کا آئین وفاقی طرز کا ہوگا۔
(2) ملک کے تمام صوبوں کو یکساں نمائندگی دی جائے گی۔
(3) تمام مجالس قانون ساز میں اقلیتوں کو مؤثر نمائندگی دی جائے گی۔
(4) مرکزی قانون ساز اسمبلی میں مسلمانوں کو کم از کم ایک تہائی نمائندگی دی جائے گی۔
(5) جداگانہ طریقہ انتخاب بحال رکھا جائے۔
(6) صوبوں کی تشکیل نو کرتے وقت بنگال، پنجاب اور صوبہ سرحد میں مسلمانوں کی اکثریت کو اقلیت میں تبدیل نہ کیا جائے۔
(7) تمام فرقوں کو مذہب، تبلیغ اور اجتماع کی آزادی حاصل ہو۔
(8) کسی مجلس قانون ساز میں کوئی ایسا مسودہ قانون نہ منظور کیا جائے جس کی مخالفت متاثرہ قوم کے تین چوتھائی ارکان کریں۔
(9) سندھ کو بمبئی سے الگ کر کے صوبہ بنا دیا جائے۔
(10) صوبہ بلوچستان اور صوبہ سرحد میں بھی اصلاحات کی جائیں۔
(11) سرکاری ملازمتوں میں مسلمانوں کو متناسب نمائندگی دی جائے۔
(12) مسلم تہذیب، زبان، مذہب اور قوانین کو تحفظ دیا جائے۔
(13) مرکزی اور صوبائی وزارتوں میں مسلمانوں کو ایک تہائی حصہ دیا جائے۔
(14) دستور میں اس وقت تک تبدیلی نہ کی جائے جب تک وفاق میں شامل تمام صوبے اور ریاستیں اس کی منظوری نہ دے دیں۔

قائداعظمؒ کے چودہ نکات کی اہمیت:

قائداعظمؒ نے بروقت چودہ نکات پیش کر کے نہرو رپورٹ کا جواب دے دیا۔ اس طرح نہ صرف ہندوؤں کے مذموم عزائم بری طرح ناکام ہو گئے بلکہ برطانوی حکومت کو بھی مسلمانوں کے مطالبات کا علم ہو گیا۔ چنانچہ حکومت نے جب گول میز کانفرنسوں کے بعد قرطاس ابیض جاری کیا اور گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ 1935ء مرتب کیا تو قائداعظم کے چودہ نکات کو پیش نظر رکھا گیا۔ اس طرح برصغیر میں مسلمانوں کے اہم سیاسی اور آئینی مفادات کا تحفظ ہو گیا۔

☆☆☆☆☆

www.downloadclassnotes.com

حصہ معروضی

- ہر سوال کے چار ممکنہ جوابات دیئے گئے ہیں۔ درست جواب پر نشان (✓) لگائیے۔

-1 سب سے پہلے کس قانون کے تحت کمانڈر انچیف کو بھی مجلس انتظامیہ کا خصوصی رکن بنایا گیا؟
(الف) **1861ء** ✓ (ب) 1892ء (ج) 1909ء (د) 1919ء

-2 کس قانون کی رو سے گورنر جنرل کو مقامی لوگوں کو انڈین نیشنل سول سروس کے اعلیٰ عہدوں پر مقرر کرنے کا اختیار حاصل ہو گیا؟
(الف) 1861ء (ب) **1870ء** ✓ (ج) 1892ء (د) 1909ء

-3 بتایئے قانون مجالس ہند 1892ء میں گورنر جنرل اپنے انتظامی ارکان کے علاوہ زیادہ سے زیادہ کتنے اراکین نامزد کر سکتا تھا؟
(الف) دس (ب) پندرہ (ج) **سولہ** ✓ (د) بیس

-4 1892ء کے قانون کے تحت اراکین کا انتخابی ادارہ کون سا تھا؟
(الف) **یونیورسٹیاں** ✓ (ب) ریاستوں کے حکمران (ج) صوبائی گورنر (د) ہائی سکول

-5 منٹو مارلے اصلاحات کس سن میں نافذ کی گئیں؟
(الف) 1892ء (ب) **1909ء** ✓ (ج) 1919ء (د) 1935ء

-6 دوعملی کا نظام کس ایکٹ کے تحت نافذ کیا گیا؟
(الف) 1861ء (ب) 1892ء (ج) 1909ء (د) **1919ء** ✓

-7 دسمبر 1916ء میں انڈین نیشنل کانگرس اور مسلم لیگ کے اجلاس ایک ہی شہر میں منعقد کیے گئے۔ شہر کا نام بتایئے۔
(الف) دہلی (ب) **لکھنؤ** ✓ (ج) بمبئی (د) کلکتہ

-8 میثاق لکھنؤ میں مرکزی مقننہ کے لیے مسلمانوں کے لیے کتنی نشستوں پر اتفاق رائے ہو گیا؟
(الف) **ایک تہائی** ✓ (ب) دو تہائی (ج) نصف (د) تین چوتھائی

-9 انڈین نیشنل کانگرس نے مسلم لیگ کے ساتھ اتفاق رائے سے کس سن میں مسلمانوں کے لیے جداگانہ انتخاب کا اصول تسلیم کر لیا؟
(الف) 1892ء (ب) 1906ء (ج) 1909ء (د) **1916ء** ✓

-10 قانون ہند 1919ء کو اور کون سا نام دیا جاتا ہے؟
(الف) منٹو مارلے اصلاحات (ب) **مانٹیگو چیمسفورڈ اصلاحات** ✓ (ج) سائمن کمیشن رپورٹ (د) نہرو رپورٹ

-11 کس ایکٹ کے تحت سیکرٹری آف سٹیٹ فار انڈیا کو حکومت برطانیہ کا نمائندہ قرار دیا گیا؟
(الف) 1892ء (ب) 1909ء (ج) **1919ء** ✓ (د) 1935ء

-12 رولٹ ایکٹ ایک سیاہ قانون تھا جو کہ برطانوی سامراج نے برصغیر میں نافذ کیا۔ بتایئے یہ کس سن میں منظور کیا گیا؟
(الف) 1913ء (ب) 1916ء (ج) 1918ء (د) **1919ء** ✓

-13 تحریک خلافت 1919ء میں شروع کی گئی۔ بتایئے یہ کس سن میں ختم ہوئی؟
(الف) 1922ء (ب) **1923ء** ✓ (ج) 1924ء (د) 1925ء

-14 برصغیر کے مسلمانوں نے 27 اکتوبر 1919ء کو کون سا قومی دن منایا؟
(الف) یوم نجات (ب) یوم اختتام عالمی جنگ (ج) **خلافت ڈے** ✓ (د) یوم تحریک سول نافرمانی

15- وفد خلافت نے 1920ء میں انگلستان کا دورہ کیا۔ اس وفد کے ارکان کے نام بتائیے۔
(الف) محمد علی جوہر، ظفر علی خان، شوکت علی (ب) ڈاکٹر انصاری، محمد علی جوہر، سلیمان ندوی ✓ (ج) ابوالکلام آزاد، محمد علی جوہر، مولانا شبلی (د) ڈاکٹر انصاری، حکیم اجمل، علامہ اقبالؒ

16- واقعہ چوری چورا کب پیش آیا؟
(الف) 5 فروری 1922ء ✓ (ب) 15 فروری 1922ء (ج) 20 فروری 1922ء (د) 25 فروری 1922ء

17- برصغیر میں تحریک ترک موالات کب شروع کی گئی؟
(الف) 1918ء (ب) 1919ء (ج) 1920ء ✓ (د) 1921ء

18- خلافت کمیٹی کب قائم کی گئی؟
(الف) 22 ستمبر 1919ء ✓ (ب) 22 ستمبر 1920ء (ج) 22 ستمبر 1921ء (د) 22 ستمبر 1922ء

19- امرتسر میں جلیانوالہ باغ کا حادثہ کب پیش آیا؟
(الف) 1919ء ✓ (ب) 1920ء (ج) 1921ء (د) 1922ء

20- 1920ء میں وفد خلافت کی سربراہی کس نے کی؟
(الف) ابوالکلام آزاد (ب) مولانا محمد علی جوہر ✓ (ج) ڈاکٹر انصاری (د) سید سلیمان ندوی

21- کس قانون ہند کے تحت صوبائی گورنروں کو گورنر جنرل کی کونسل کا اضافی رکن قرار دیا گیا؟
(الف) 1958ء (ب) 1861ء (ج) 1870ء ✓ (د) 1892ء

22- کس ایکٹ کے تحت بنگال، مدراس اور بمبئی کی انتظامی کونسلوں کے اراکین کی تعداد دو سے بڑھا کر چار کر دی گئی؟
(الف) 1861ء (ب) 1892ء (ج) 1909ء ✓ (د) 1919ء

23- مانٹیگو چیمسفورڈ اصلاحات کس سن میں نافذ کی گئیں؟
(الف) 1870ء (ب) 1892ء (ج) 1909ء (د) 1919ء ✓

24- سیکرٹری آف سٹیٹ برائے ہند نے برصغیر میں متوقع آئینی اصلاحات کے بارے میں ایک اہم اعلان کیا تھا۔ یہ اعلان کس تاریخ کو کیا گیا؟
(الف) اگست 1917ء (ب) ستمبر 1917ء ✓ (ج) اکتوبر 1917ء (د) نومبر 1917ء

25- 1920ء میں جب وفد خلافت نے ڈاکٹر انصاری کی سرکردگی میں انگلستان کا دورہ کیا تو اس وقت برطانیہ کا وزیر اعظم کون تھا؟
(الف) تھامس ولسن (ب) میکڈانلڈ (ج) روز ویلٹ (د) لائیڈ جارج ✓

26- موپلا بغاوت کس سن میں کی گئی؟
(الف) 1921ء ✓ (ب) 1922ء (ج) 1923ء (د) 1924ء

27- نہرو رپورٹ کس سن میں شائع کی گئی؟
(الف) 10 جون 1928ء (ب) 10 جولائی 1928ء (ج) 10 اگست 1928ء ✓ (د) 10 ستمبر 1928ء

❑ مندرجہ ذیل سوالات کے مختصر جوابات لکھئے۔

سوال 1: کس قانون مجالس ہند میں وائسرائے کی مجلس انتظامیہ کے اراکین کی تعداد چار سے بڑھا کر پانچ کر دی گئی؟

جواب: قانون مجالس ہند 1861ء۔

سوال2: قانون مجالس ہند کی کوئی دو اہم دفعات قلمبند کیجیے۔

جواب: (i) گورنر جنرل کی انتظامی کونسل کے زائد ارکان کی تعداد میں اضافہ کر دیا گیا۔ اس قانون کے تحت گورنر جنرل اپنے انتظامی ارکان کے علاوہ کم از کم 10 اور زیادہ سے زیادہ 16 اراکین نامزد کر سکتا تھا۔

(ii) مرکزی اور صوبائی کونسلوں میں بعض شرائط کے تحت اراکین کو بجٹ پر بحث کرنے کی اجازت دے دی گئی۔ ان کو سوال پوچھنے کی اجازت دی گئی۔

سوال3: 1892ء کے ایکٹ کے تحت بنگال کی 70 ملین آبادی کو سات نمائندے بھیجنے کا حق دیا گیا۔ بتایئے کہ صوبہ پنجاب کو کتنے نمائندے بھیجنے کا حق دیا گیا؟

جواب: صوبہ پنجاب کو کوئی نمائندگی نہ دی گئی۔

سوال4: سر آغا خان نے شملہ وفد کی قیادت کی۔ ان کا دور حیات بتایئے۔

جواب: 1877ء تا 1957ء۔

سوال5: کس ہندوستانی سیاستدان نے 1892ء کے قانون کو ایک ایسے سٹیم انجن سے تشبیہ دی جس میں بھاپ بنانے کا انتظام نہیں تھا؟

جواب: فیروز شاہ مہتہ۔

سوال6: 1906ء میں ہندوؤں نے جس سودیشی تحریک کا آغاز کیا' اس کا مقصد کیا تھا؟

جواب: سودیشی تحریک کا مقصد انگریزی مال کا بائیکاٹ کر کے حکومت برطانیہ پر دباؤ بڑھانا تھا۔

سوال7: جداگانہ طریقہ انتخاب سے کیا مراد ہے؟

جواب: جداگانہ طریقہ انتخاب سے مراد برصغیر کی اقلیتوں بالخصوص مسلمانوں کو اپنے نمائندے الگ چننے کا حق دینا تھا۔ اس طریقہ انتخاب سے مسلمانوں کو مخصوص تعداد میں اپنے نمائندے منتخب کرنے کا حق مل گیا۔ بصورت دیگر مخلوط طریقہ انتخاب میں ہندو اکثریت کے باعث ان کے نمائندے منتخب نہیں ہوتے تھے۔

سوال8: ''منٹو مارلے اصلاحات'' کس گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ کو کہا جاتا ہے؟

جواب: گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ 1909ء۔

سوال9: 1909ء کے ایکٹ کی کوئی سے دو خامیوں کی نشاندہی کریں۔

جواب: (i) اس قانون کے تحت حلقہ انتخاب بہت محدود تھا۔ بعض حلقوں میں ووٹروں کی تعداد دس سے زیادہ نہیں تھی۔

(ii) انتخاب کا طریقہ بالواسطہ تھا یعنی اراکین اسمبلی کا انتخاب عوام نہیں کرتے تھے۔ یہ نمائندے عوام کو جوابدہ نہیں تھے۔

سوال10: 1916ء میں کانگرس لیگ سکیم کس شہر میں منظور کی گئی؟

جواب: لکھنؤ۔

سوال11: آل انڈیا مسلم لیگ کا دفتر کس سن میں علی گڑھ سے لکھنؤ منتقل کیا گیا تھا؟

جواب: 1913ء۔

سوال12: سروجنی نائیڈو نے محمد علی جناح کو کیا خطاب دیا؟

جواب: ہندو مسلم اتحاد کا سفیر۔

سوال13: میثاق لکھنؤ کے کوئی سے دو نکات لکھیے۔

جواب: (i) سیکرٹری آف سٹیٹ کی کونسل توڑ دی جائے اور اس کی جگہ دو انڈر سیکرٹری آف سٹیٹ مقرر کیے جائیں جن میں سے ایک ہندوستانی ہو۔

(ii) مسلمانوں کو ان صوبوں میں بھی جداگانہ انتخاب کا حق ہوگا جن میں ان کو اکثریت حاصل نہیں ہے۔

سوال14: ''میثاق لکھنؤ کو ہندوستان کی تاریخ میں ایک اہم مقام حاصل ہے۔ اس سکیم میں ہندوؤں نے مسلمانوں کو جداگانہ انتخاب کا حق تسلیم کر لیا۔ اس طرح انہوں نے دو قومی نظریے کے اصول سے اتفاق کر لیا۔'' میثاق لکھنؤ کے بارے میں یہ رائے کس نے دی؟

جواب: ڈاکٹر لال بہادر۔

سوال15: کس گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ کو مانٹیگو چیمسفورڈ اصلاحات کا نام بھی دیا جاتا ہے؟

جواب: گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ 1919ء۔